ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان :

خواجہ محمد ہاشم کشمی

زبدۃالمقامات کے مصنف حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی، ثم برہان پوری علیہ‌الرحمہ کشم (بدخشان) کے بزرگ زادوں میں سے تھے۔ ان کے والد خواجہ محمد قاسم رحہ (م سنہ ۱۰۱۲ھ) اس ولایت کے مشہور علماء اور اکابر میں سے تھے - ۱

زبدۃالمقامات کے بالکل شروع میں خواجہ محمد ہاشم رحہ نے اپنے جو حالات لکھے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:

آپ کے آبا و اجداد سلسلۂ کبرویہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ بھی بچپن - ۲ میں اسی سلسلے کے بعض خلفاء کی خدمت میں رہے

---

۱ - حضرات القدس (۲) میں ہے کہ خواجہ محمد قاسم رحہ میرزا شاہ رخ کے استاد تھے۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہوگی کیونکہ میرزا شاہ رخ (سنہ ۸۱۲ھ تا ۸۵۱ھ) جو امیر تیمور کا بیٹا تھا، اپنے بھتیجے خلیل سلطان کے بعد فرماں روا ہوا تھا اور خواجہ محمد قاسم رحہ کا زمانہ بہت بعد کا ہے۔

۲ - مولانا اختر محمد خاں نے جواہر ہاشمیہ (سنہ ۱۹۳۸ء حیدرآباد دکن۔ صفحہ ۴) میں خواجہ محمد ہاشم رحہ کی تاریخ ولادت سنہ ۹۸۹ھ لکھی ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ آپ سنہ ۱۰۲۸ھ

(صفحہ ۱۶ پر دیکھیں)

ھیں لیکن فطری رغبت سلسلۂ نقشبندیہ سے تھی، گو کہ معلوم نہ تھا کہ اس سلسلے کے کس بزرگ سے تعلق کیا جائے۔ اسی کشمکش میں تھے کہ بیمار ھوگئے۔ پھر ھندوستان آنے کا شوق پیدا ھوا تو روانہ ھوگئے اور ایک سال بعد جب ایک محفل میں گذشتہ مشائخ کے عجیب و غریب حالات سنے تو خیال آیا کہ یہ باتیں تو اگلے بزرگوں کی ھیں۔ اب ایسے لوگ کہاں ھیں؟ اسی زمانے میں ایک خواب دیکھا کہ ایک اھل دل بزرگ آئے ھیں اور آپ سے فرما رھے ھیں کہ دیکھو فلاں مقام پر ایک بزرگ اپنے احباب کے ساتھ بیٹھے ھوئے ھیں اور تمہیں بلا رھے ھیں۔ چنانچہ آپ اس اھل دل بزرگ کے ساتھ اس مقام پر گئے جہاں وہ دوسرے بزرگ مراقب تھے انہوں نے گریبان سے سر اٹھایا اور آپ سے سورۃ اذا جاء نصراللہ والفتح پڑھوائی۔ آپ خواب ھی میں یہ سورۃ پڑھتے جا رھے تھے اور رو رھے تھے۔ خواب سے بیدار ھوئے تو اس سورۃ سے توبہ اور انابت کا اشارہ پایا۔ پھر قریب ایک ماہ میں آپ کا گذر ۱ شہر برھان پور

(بقیہ صفحہ ۱۵ سے)

میں وارد ھندوستان ھوئے۔ لیکن یہ بات صحیح نہ ھوگی کیونکہ مکتوبات کا پہلا دفتر سنہ ۱۰۲۵ھ میں مرتب ھوا تھا اس میں آخری مکتوب آپ کے نام ھے اور آپ ھی کی خواھش کی خاطر حضرت مجدد رحہ نے وہ مکتوب لکھا تھا (دیکھیں حضرات القدس۔ صفحہ ۱۴۳۔ سیالکوٹ سنہ ۱۴۰۳ھ)۔

۱۔ خواجہ محمد ھاشم رحہ نے میر محمد نعمان رحہ کے حالات کے ذیل میں اپنے متعلق یہ لکھا ھے کہ میں پہلے سپاھیانہ وضع

(صفحہ ۱۷ پر دیکھیں)

میں ہوا تو وہاں آپ نے اپنے خواب کے مطابق اہل دل بزرگ ،

(بقیہ صفحہ ۱۶ سے)

میں تھا۔ پھر میر صاحب کی صحبت میں شیوۂ اہل خانقاہ اختیار کیا۔

۱ - حضرات القدس (۲) میں میر محمد نعمان رحہ کی تاریخ ولادت سنہ ۹۷۷ھ درج ہے اور یہ کہ انہیں سنہ ۱۰۱۸ھ میں حضرت مجدد رحہ سے خلافت ملی۔ خواجہ محمد ھاشم رحہ نے میر صاحب کے حالات میں لکھا ہے کہ ان کو دو مرتبہ برھان پور بھیجا گیا لیکن کامیابی نہ ھوسکی۔ کیونکہ وھاں شیخ محمد ابن فضل اللہ رحہ (م سنہ ۱۰۲۹ھ) اور شیخ عیسیٰ جنداللہ رحہ (م سنہ ۱۰۳۱ھ) کو پہلے سے مقبولیت حاصل تھی۔ لیکن جب مجدد رحہ نے دعاؤں کے ساتھ تیسری بار بھیجا تو ان کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ھوئی اور حاسدوں نے ان کے خلاف جہانگیر کے کان بھر دیے اور اس نے پھر ان کو آگرہ بلوالیا (دیکھیں حضرات القدس ۳۲۷/۲)۔ جہانگیر کان کا کچا تھا۔ جلد ورغلانے میں آجاتا تھا۔ حضرات القدس (حضرت نہم) میں ہے کہ مرتضیٰ خان کے خلاف اسے ورغلایا گیا۔ اور حضرت مجدد رحہ کے خلاف بھی ورغلایا گیا۔ اور (حضرت دو از دھم میں ہے کہ) حضرت آدم بنوری رحہ کے خلاف بھی ورغلایا گیا۔

میر محمد نعمان رحہ سنہ ۱۰۲۸ھ کے شروع میں ضرور آگرہ میں تھے، کیونکہ حضرت مجدد رحہ نے قید (جمعہ یکم رجب سنہ ۱۰۲۸ھ تا جمعہ ۱۱ رجب سنہ ۱۰۲۹ھ) سے پہلے

(صفحہ ۱۸ پر دیکھیں)

میر محمد نعمان رحمہ کی خدمت میں رہ کر ذکر و مراقبہ کا طریقہ سیکھا اور وہیں آپ کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے محبت اور عقیدت پیدا ہوئی کہ یہ وہی بزرگ تھے جن کی خدمت میں وہ اہل دل بزرگ (میر محمد نعمان رحمہ) آپ کو خواب میں لے گئے تھے۔ پھر میر محمد نعمان رحمہ کی اجازت سے اور حضرت مجدد قدس سرہ کی طلبی پر سنہ ۱۰۳۱ھ میں ۱ آپ سرہند حاضر ہوئے اور قریب دو سال تک سفر و حضر میں حضرت مجدد قدس سرہ سے مستفیض ہوتے رہے۔ ۲

(بقیہ صفحہ ۱۷ سے)

ان کو آگرہ لکھا تھا(۹۲/۲) کہ "بادشاہ جب سیر ممالک سے آگرہ واپس آئے گا تو میں اس سے ملوں گا"۔ پھر حضرت مجدد رحمہ نے (۱۲/۳) ان کو لکھا کہ آپ آگرہ سے وطن (برہان پور) چلے جائیں۔ وہ سنہ ۱۰۳۳ھ میں بھی برہان پور میں تھے، جب خواجہ محمد ہاشم رحمہ نے ایک طویل خط (اجمیر سے واپسی کے بعد) حضرت مجدد رحمہ کو لکھا تھا اور اس میں میر محمد نعمان رحمہ کے قیام برہان پور کا ذکر ہے۔

۱ - اس طلبی کا ذکر دفتر سوم کے مکتوب ۱ میں ہے۔

۲ - ڈاکٹر سراج احمد خان نے (مکتوبات کی دینی اور معاشرتی اہمیت میں) ثابت کیا ہے کہ حضرت مجدد رحمہ جمعہ یکم رجب سنہ ۱۰۲۸ھ کو قید ہوئے اور جمعہ ۱۱ رجب سنہ ۲۹ ۰ھ کو رہا ہوئے۔ قید کے زمانے میں حویلی، سرائے، کنواں، باغ اور کتابیں وغیرہ بھی ضبط کرلی گئی تھیں اور

(بقیہ صفحہ ۱۹ پر دیکھیں)

حضرت بدرالدین سرھندی رحہ آپ کے متعلق لکھتے ھیں :

"حقیقت یہ ھے کہ اس تھوڑی سی مدت میں حضرت مجدد قدس سرہ کی توجہ اور قوت تصوف کی برکت سے انھوں نے احوال باطنی، مقامات معنوی، حالات عجیبہ اور کمالات غریبہ کے ساتھ آپ کے الطاف و اعطاف حاصل کیے اور آپ کے محرمان راز اور خلوتیان اسرار میں شامل ھونے لگے۔ پھر آپ سے تعلیم طریقہ کے لیے خلافت سے مشرف ھوکر آپ کے حکم کے مطابق برھان پور میں قیام پذیر ھوئے۔ مکتوبات شریفہ کا تیسرا دفتر بھی انھوں نے جمع کیا۔" ۱

(بقیہ صفحہ ۱۸ سے)

متعلقین کو سرھند میں قیام کی اجازت نہیں تھی (دیکھیں مکتوبات ۲/۳)۔ پھر آپ لشکر کی حراست میں رھے۔ ۵۶/۳ سے معلوم ھوتا ھے کہ رخصت حاصل کرکے آپ سرھند تشریف لے گئے تھے، اور گھر پر خواجہ محمد سعید رحہ کو چھوڑ آئے تھے، لیکن کچھ عرصے بعد اپنے پاس بلوالیا تھا۔ ۷۲/۳ سے معلوم ھوتا ھے کہ "فرزندان و دوستان" بھی (لشکر میں) ساتھ تھے۔ مکتوب ۷۸/۳ خواجہ محمد سعید رحہ اور خواجہ محمد معصوم کے نام ھے گویا اب وہ دونوں سرھند میں ھیں۔ اس مکتوب میں بادشاہ کی طرف سے تکلیف کا ذکر ھے۔ ۱۰۴/۳ میں خواجہ محمد معصوم رحہ کے لیے بشارت ھے اور ۱۰۵/۳ میں لشکر کی ھمراھی سے خلاصی میسر ھونے کا ذکر ھے۔ زبدۃ المقامات میں شیخ بدیع الدین سہارنپوری رحہ کے حالات میں حضرت مجدد رحہ پر شاھی مظالم کا ذکر ھے۔

۱۔ حضرات القدس (حالات خواجہ محمد ھاشم رحہ).

خواجہ محمد ہاشم رحمہ نے مکتوبات شریفہ کے تیسرے دفتر کے مقدمے میں دفتر اول کا تاریخی نام در المعرفت ۱ (سنہ ۱۰۲۵ھ) اور دفتر دوم کا تاریخی نام نورالخلائق (سنہ ۱۰۲۸ھ) لکھا ھے۔ گمان غالب ھے کہ یہ نام آپ ھی نے بنائے ھیں۔ تیسرے دفتر کے مقدمے میں آپ لکھتے ھیں:

"ایقان و فرقان کی کان محمد نعمان (بن شمس الدین یحییٰ المعروف میر بزرگ بدخشانی) سلمہ اللہ و ابقاہ نے جو حضرت ایشاں (مجدد الف ثانی قدس سرہ) کے کامل اور بزرگ خلفاء میں سے ھیں اور آپ کے امیر عالی سے صوبہ دکن (برھان پور) میں اس طریقہ علیا کو جاری کرتے اور لوگوں کو اس کی طرف ھدایت فرماتے ھیں۔ حضرت مجدد رحمہ سے التماس کی کہ ان پراگندہ موتیوں کو جمع کرکے دفتر سوم کا خزانہ مہیا ھوجائے، تو ان کی یہ التماس قبول ھوئی۔ جب تیس سے کچھ زیادہ مکتوبات جمع ھوگئے تو حضرت سیادت پناہ (میر محمد نعمان رحمہ) اور خادمان درگاہ (حضرت مجدد رحمہ) کے درمیان ظاھری ۲ جدائی حائل ھوگئی اور حضرت ایشاں (مجدد قدس سرہ) کو بھی مدت تک معارف کے لکھنے اور مکاشفات کے بیان کرنے کا موقع نہ ملا۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ کی ھدایت کی تائید سے چند سال

---

۱ - خواجہ محمد ھاشم رحمہ کی خواھش کی تھی کہ دفتر اول میں ایک مکتوب (۳۱۳) ان کے نام بھی ھو (حضرات القدس صفحہ ۱۴۴، سیالکوٹ سنہ ۱۴۰۳ھ)۔

۲ - یعنی حضرت مجدد رحمہ قلعہ گوالیار میں جمعہ یکم رجب سنہ ۱۰۲۸ھ کو قید ھوگئے (جمعہ ۱۱ رجب سنہ ۱۰۲۹ھ کو وھاں سے رھائی ھوئی)۔

کے بعد اس ضعیف (محمد ہاشم) کی کہ جس کے نام دفتر اول کا آخری مکتوب ہے، آرزو بر آئی یعنی سنہ ۱۰۲۱ھ میں جو لفظ "خاک نشین" سے ظاہر ہے اس ضعیف نے بلند دہلیز کی خاک نشینی کی سعادت حاصل کی۔۱ ...اور غریب نواز نے بڑی رحمت و عنایت سے اس کمترین کو ان مسودوں کے جمع کرنے اور بیاض میں نقل کرنے سے ممتاز فرمایا۔ اور اسی سال جو لفظ "ثالث" سے ظاہر ہے دفتر سوم کے اتمام سے سرفراز ہوا۔ جب مکتوبات کا شمار ایک سو تیرہ تک پہنچا جو حروف "باقی" کی تعداد کے مطابق ہے اور تین اعتبار ۲ سے اس پر مقرر کرنا نہایت مناسب اور زیبا ہے تو اسی عدد پر اس (دفتر سوم) کو ختم کیا گیا۔ اور اس کی تاریخ "کاس الراسخین" ہوئی۔ بعد ازاں ایک مکتوب کے لیے کہ جس میں از سرنو، علوم جدیدہ اور اسرار غریبہ ظاہر ہوئے تھے، آپ نے فرمایا کہ اسے بھی مسکۃ الختام بنایا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس کے شامل کرنے سے قرآنی سورتوں کے عدد کے مطابق ان مکتوبات کی تعداد ۱۱۴ ہوگئی"۔ ۳

۱۔ حضرت مجدد رحمہ نے خواجہ محمد ہاشم رحمہ کو طلب فرمایا تھا اور میر محمد نعمان رحمہ کو دفتر سوم کے شروع کرنے کی اجازت دی تھی (دیکھیں دفتر سوم ۱—۱۲)۔

۲۔ تین اعتبار اس طرح ہیں کہ لفظ باقی سے (۱) خواجہ محمد باقی رحمہ (۲) مکتوبات کی بقا اور (۳) معارف مقام بقا مراد ہیں۔

۳۔ پھر یہ تعداد ۱۲۴ ہوگئی اور اس کا تاریخی نام "معرفت الحقائق" ہوا (یہ نام بھی خواجہ محمد ہاشم رحمہ نے بنایا ہوگا)

لشکر سلطانی میں حضرت مجدد قدس سرہ کے ساتھ خواجہ محمد ھاشم رحمہ اور ایک درویش حبیب (خادم) بھی تھے۔ دفتر سوم کے مکتوب ۸۵ میں ارشاد ھے کہ "اگر اجمیر پہنچ کر راستے کی تکلیفوں اور گرمیوں ۱ سے کچھہ نجات میسر آئی تو انشاء اللہ تم کو (خواجہ محمد معصوم کو) لکھوں گا . . . تمہارے حق میں ایک بشارت پہنچی ھے - ۲ اس کو ایک مکتوب لکھہ کر خواجہ محمد ھاشم کے حوالے کیا ھے تا کہ تمہارے پاس پہنچادے"۔

اجمیر کے سفر میں خواجہ محمد سعید رحمہ اور خواجہ محمد معصوم رحمہ کی مقبولیت بارگاہ الٰہی میں ظاھر ھوئی - حضرت مجدد رحمہ نے اس نعمت کا شکر ادا کیا لیکن آپ "یار ثالث" (یعنی خواجہ محمد ھاشم رحمہ) کے لیے متردد تھے (جیسا کہ دفتر سوم کے مکتوب ۸۲ میں ھے)۔ بعد میں اس "یار ثالث" کو بھی مقبولیت حاصل ھوئی - اور حضرت مجدد قدس سرہ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نامہ بھی حاصل ھوا (۱۰۶/۳) - ۳ اسی طرح اور بھی مکتوبات ھیں جن

---

۱ - اس زمانے میں برسات کے موسم میں رمضان المبارک کا مہینا آیا تھا۔ حضرات القدس میں کرامت نمبر ۲۲ دیکھیں۔

۲ - یہ بشارت ۱۰۴/۳ میں درج ھے -

۳ - اسی مکتوب (۱۰۶/۳) میں ارشاد ھے کہ "خواب میں دیکھتا ھوں کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیر کے لیے اجازت نامہ لکھا اور . . . . فقیر کے مخلص یاروں میں سے ایک یار بھی اس معاملے میں ھمراہ ھے - اس اثنا میں ظاھر ھوا کہ اس اجازت نامے کے اجراء میں تھوڑا سا فتور ھے - اور اس فتور

(صفحہ ۲۳ پر دیکھیں)

میں خواجہ محمد ہاشم رحہ کا خصوصی ذکر ہے اور زبدۃالمقامات میں بھی جگہ جگہ اس خصوصی تعلقات کے واقعات ملتے ہیں۔

حضرات القدس میں یہ بھی ذکر ہے کہ "خواجہ محمد ہاشم رحہ نقل کرتے تھے کہ ایک روز حضرت مجدد رحہ "و اما بنعمۃ ربک فحدث" کے حکم کے مطابق، عنایات خداوندی کے متعلق جو آپ کی خصوصیات اور درجات حشر و نشر سے متعلق ہیں، بیان فرمارہے تھے، اس فقیر نے (خود پر جو آپ کے الطاف و آعطاف ہیں ان کی بنا پر) آپ سے سوال کیا کہ یہ مسکین اس مجمع میں کونسی خدمت سے سرفراز ہوگا اور کس خصوصیت سے ممتاز ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ "تم ہماری مجلس میں میر تزک ہوگے۔"

اجمیر شریف ھی کے قیام کے زمانے میں (جہاں آپ

(بقیہ صفحہ ۲۲ سے)

کی خاص وجہ بھی اس وقت معلوم ہوگئی۔ وہ یار جو اس خدمت کا پیش کار ہے دوبارہ اس اجازت نامے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اجازت پر دوسرا اجازت نامہ لکھا، یا لکھوایا" (تفصیل اس مکتوب میں ہے)۔

۱۔ مکتوب (۳/۱۰۵) کے آخر میں لشکر سے خلاصی ملنے کا ذکر ہے۔ وہ مکتوب شیخ حسن برکی رحہ کے نام ہے اور اس میں ذکر ہے کہ محمد ہاشم رحہ کے پاس سے شیخ کا مکتوب گم ہوگیا ہے۔ خواجہ محمد ہاشم رحہ نے بھی زبدۃ المقامات میں شیخ کے اس مکتوب کے گم ہونے کا ذکر کیا ہے کہ وہ

(صفحہ ۲۴ پر دیکھیں)

سنہ ۱۰۳۲ ھ میں تشریف لے گئے تھے) آپ کو لشکر سے خلاصی مل گئی تھی (۱۰۵-۳) اور اسی سفر کے بعد آپ سرھند تشریف لائے اور سب مکانوں سے الگ اپنے لیے ایک جگہ اختیار کی۔ اسی زمانے میں خواجہ محمد ھاشم رحہ نے دکن (برھان پور) جانے کی اجازت چاھی۔ لکھتے ھیں کہ :-

اس زمانے میں سلاطین صوبۂ دکن میں ھرج مرج واقع ھورھا تھا ۔ فقیر نے چاھا کہ عیال و اطفال کو لاکر آپ کے قدموں میں ڈال دوں ۔ لیکن آپ نے رخصت کردیا ۔ بصد اندوہ و حسرت میں نے رخصت ھوتے ھوئے عرض کیا کہ دعا فرمائیں کہ میں پھر بہت جلد اِس آستانہ حق پرست سے مشرف ھوسکوں ۔ آپ نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا کہ دعا کرتا ھوں کہ آخرت میں ھم پھر یکجا جمع ھوجائیں۔ اس روح فرسا فقرے نے میرے ھوش گم کر دیے۔ قسمت میں محرومی لکھی تھی اس لیے قضا سے مقاومت نہ کرسکا ۔ چار و ناچار آنسو برساتا ھوا اور یہ اشعار بحسرت ویاس پڑھتا ھوا

(بقیہ صفحہ ۲۳ سے)

اجمیر کے سفر میں گم ھوا تھا - یعنی حضرت مجدد رحہ نے وہ مکتوب (۱۰۵-۳) اجمیر کے قیام کے زمانے میں لکھا تھا ۔ اسی زمانے میں شیخ عبدالحق دھلوی رحہ کے صاحبزادے شیخ نورالحق رحہ کو حضرت مجدد رحہ نے مکتوب ۱۰۰/۳ لکھا تھا جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے گرفتار ھونے کا راز بیان فرمایا ھے (دیکھیں زبدۃ المقامات ۔ فصل ھفتم) ۔

رخصت ھوا۔ (اشعار درج کردیے ھیں) اواخر رجب ۱ سنہ ۱۰۳۳ھ، تھا کہ فقیر آپ سے رخصت ھوا۔ اس کے بعد سے آپ کے وصال تک کے واقعات جس کی مدت سات ماہ ھے، شیخ بدرالدین سرھندی سے جو آپ کے مقبولین میں سے ھیں اور مخدوم زادگان عالی شان کی تحریر و تقریر سے التقاط کرکے لکھتا ھوں، چند فوائد کے ساتھ" ۲

خواجہ محمد ھاشم رحہ برھان پور چلے گئے۔ وھاں سے اپنے حالات اور کیفیات سے متعلق ایک طویل مکتوب حضرت مجدد رحہ کی خدمت عالیہ میں روانہ کیا۔ ۳ پھر حضرت مجدد رحہ نے ایک

۱- خواجہ محمد ھاشم رحہ نے زبدۃ المقامات (فصل دوم) میں لکھا ھے کہ حضرت مجدد قدس سرہ نے شروع رجب سنہ ۱۰۳۳ھ میں شہر سرھند میں مجھے حدیثِ مسلسل اور دوسری کتابوں کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور زبدۃ المقامات کے بالکل آخر میں یہ بھی ھے کہ میں نے مولانا عبدالمؤمن لاھوری سے چند اوراق مشکواۃ شریف کے اور کچھ حصہ مطوّل کا پڑھا ھے۔ مولانا زید فاروقی صاحب نے "حضرت مجدد رحہ اور اُن کے ناقدین" (صفحہ ۱۶۱) میں لکھا ھے کہ حضرت مجدد ۷-۸ ربیع الاخر سنہ ۱۰۳۳ ھ کو سرھند پہنچے تھے۔

۲- زبدۃ المقامات (فصل فہم) میں ھے کہ میں نے حضرت مجدد رحہ کے آخری ایام کے حالات حضرت بدرالدین سرھندی رحہ کی کتاب سے لیے ھیں (ملخصاً)۔ حضرت بدرالدین رحہ کی یہ کتاب سنہ ۱۰۵۰ھ کے بعد تک لکھی جاتی رھی کیونکہ انھوں نے اس میں شیخ حمید بنگالی رحہ کے انتقال کا یہی سال لکھا ھے۔

۳- حضرت القدس (۲) میں خواجہ محمد ھاشم رحہ کے حالات میں یہ مکتوب درج ھے۔

مکتوب (۳-۲۲۴) اس طرح تحریر فرمایا ہے :

"حمد و صلواۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد واضح ہو کہ آپ کا صحیفۂ شریفہ جو ملا فتح اللہ کے ہاتھ روانہ کیا تھا، موصول ہوا۔ محبت و اخلاق اور حرارت و اشتیاق کا حال پڑھ کر بہت خوشی حاصل ہوئی۔ آپ کے مکتوب کے مطالعے کے وقت آپ کی نورانیت، گرد و نواح میں بہت پھیلی، ہوئی نظر آئی اور بڑی امید پیدا ہوئی۔ اس بات پر اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر اور احسان ہے۔ معلوم نہیں کہ سعادت مآب میر محمد نعمان (۱) کی خط و کتابت کے ترک ہونے کا کیا باعث ہے۔ ... فقیر پر دو ماہ سے ضعف طاری ہے۔ اس لیے بعض آن سوالات کا جواب نہیں لکھ سکا جو مکتوب سابق میں درج تھے۔ اگر صحت ہوگئی تو انشاء اللہ لکھوں گا۔ ورنہ دوستوں سے دعا اور فاتحہ کی التماس ہے ..." خواجہ محمد ہاشم رحمہ کے بعد اور حالات، کیفیات اور کرامات کا ذکر حضرات القدس میں ہے۔ بعض فضائل اس کتاب میں اس طرح مذکور ہیں کہ :

"آپ فضائل صوری اور علوم رسمی میں تمام و کمال مہارت رکھتے تھے۔ خوش گفتار۔ شیریں سخن۔ نیک خلق، متواضع تھے۔ دلچسپ حکایتیں بڑے دلکش انداز میں بیان کرتے تھے۔ تقریر و

---

(۱) حضرت خواجہ محمد ہاشم رحمہ نے زبدۃ المقامات (مقصد اول۔ فصل دوم) میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ خواجہ باقی باللہ رحمہ نے آخری ایام میں ایک مرتبہ میر محمد نعمان رحمہ کی بچی کو گود میں لیا تو اس نے آپ کی داڑھی کا ایک بال نوچ لیا۔ وہ بال بطور یادگار اس خاندان میں محفوظ رہا اور وہی بچی بعد میں خواجہ محمد ہاشم رحمہ کی اہلیہ بنی۔

تحریر میں سوز و گداز تھا - جو کچھ آپ کہتے تھے وہ حال و ذوق تھا - صرف قال و مقال نہیں - آپ کے چہرے سے مستی اور بیخودی ظاہر ہوتی تھی- تاریخ گوئی اور انشاء پردازی میں یدطولیٰ رکھتے تھے - آپ کے دل فریب اشعار ، جان نشین ابیات، دل آویز دیوان، جان خراش مثنویاں ، پر لطف رسالے بڑی شہرت رکھتے ھیں......"

حضرت بدرالدین سرھندی رحہ کے ان الفاظ میں حضرت خواجہ محمد ھاشم رحہ کی پوری تصویر آگئی ھے - آن کی ادبی اور علمی صلاحیت کے اعلیٰ نمونے آن کی تصانیف میں اور بالخصوص زبدۃالمقامات میں جگہ جگہ ملتے ھیں۔ عبارتوں کے اندر اشعار (عموماً آنھی کے اشعار) کا اندراج بہت حسین معلوم ھوتا ھے اور حال و قال کا امتزاج اس کتاب کا خصوصی امتیاز ھے - آپ کی تصانیف حسب ذیل ھیں:-

(۱) زبدۃالمقامات یا برکات الاحمدیہ الباقیہ -۱ کتاب کے آخر

۱- زبدۃ المقامات میں حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد قدس سرّھما دونوں کے حالات ھیں۔ اس رعایت سے برکات الاحمدیہ الباقیہ بھی اس کتاب کا نام ھے - زبدۃ المقامات کے شروع میں سبب تالیف اس طرح بیان کیا ھے: "جن ایام میں فقیر آپ (حضرت مجدد رحہ) کے سایۂ عاطفت میں رھا تھا (سنہ ۱۰۳۱ھ سے) آپ کے فرزندان کبار نے . . . فقیر سے فرمایا کہ وہ فوائد و اسرار و معارف جو خلوت اور جلوت میں . . . آپ کی زبان درفشان سے ذکر ھوتے ھیں اور داخل مکتوبات نہیں ھوتے . . . وہ آپ جمع کرتے جائیں اور ساتھ ھی آپ اپنے پیر بزرگوار . . . کے حالات و مناقب بھی اضافہ کرکے ایک

(صفحہ ۲۸ پر دیکھیں)

میں "رباعی در تاریخ ختم کتاب" اس طرح ھے :

برخامہ نیازم کہ اشارات نوشت — ز آغاز و توسط و نہایات نوشت
بنوشت کتاب را و تاریخ کتاب — بر دل "ھو زبدۃالمقامات" نوشت

" ھو زبدۃالمقامات " کے اعداد سے ۱۰۳۷ھ برآمد ھوتا ھے۔ لیکن آپ نے بعد میں بھی اس کتاب میں اضافے کیے ھیں، مثلاً مولانا محمد صالح کولابی رحمہ کے حالات کے آخر میں لکھتے ھیں کہ "مولانا در سال ھزار و سی و ھشت قبیل این تحریر بہ آخرت شتافت"۔ اسی طرح (مقصد اول میں) خواجہ حسام الدین احمد رحمہ کے حالات کے آخر میں ھے کہ "امروز کہ سال ھزار و چہل و سہ ھجر یست و عمر شریف ایشان بہ شصت و اند رسیدہ بر مفارق مخلصان سایۂ رحمت ایشان ممدود است دیر سال بر مفارقِ دوستان خواجہ باقی باللہ رحمہ باقی باد"۔ یعنی سنہ ۱۰۴۳ھ تک ضرور اس کتاب کا سلسلہ جاری رھا۔۱

(۲) نسمات القدس من حدیقۃ الانس۔۲ اس کتاب کے شروع

(بقیہ صفحہ ۲۷ سے)

کتاب ترتیب دیں ۔ چار و ناچار مجھے ان کا فرمان قبول کر کے تعمیل کرنی پڑی ۔ لیکن ابھی میں چند اوراق ھی لکھنے پایا تھا کہ آپ کے انتقال پر ملال نے درویشوں کے دل کو پارہ پارہ کردیا"۔

۱۔ خواجہ حسام الدین احمد رحمہ وفات غرۂ صفر سنہ ۱۰۴۳ھ کو ھوئی ۔ (دیکھیں حضرات القدس دفتر اول) اور یہی صحیح ھے۔

۲۔ یہ کتاب ابھی تک شائع نہیں ھوئی (انشاء اللہ اب شائع ھوگی)۔

(صفحہ ۲۹ پر دیکھیں)

میں خواجہ محمد ہاشم کشمی رحہ لکھتے ہیں کہ "... اگر توفیق خداوندی عز و شانہ شامل حال گردد احوال اکابر متاُخرین این سلسلہ شریفہ کہ بعد از روزگار صاحب، رشحات الیٰ یومنا ھٰذا بہر شہر و دیار بودہ اند و رھنمائے طالبان حق بودہ اند بداں مقدار کہ از کتب و رسائل ایشاں بیاید فراھم آوردہ کتابے مرتب گرداند"۔ پھر ورق نمبر ۴ میں لکھتے ہیں کہ: این نسخہ گوئیا تکملہ ایست مرکتاب رشحات عین‌الحیواۃ را و مساقہ ایست مر آن عسکر ذوالفتوحات را ۔ نیت و عزم مصمم۱ گر دیدہ است کہ بمشیت اللہ سبحانہ و کرمہ بعد از فراغ این تسویدہ احوال متاُخرین دیگر سلاسل را رحمھم‌اللہ بشیوۂ اجمل و احسن بقانون نفحات انس فراھم آورد و آن را بہ صفحات الانوار من مقامات الاخیار، مسمی گرداند...۔"

یعنی شیخ فخرالدین علی المشتر بالمولی الصفی بن مولانا حسین الواعظ الکاشفی رحہ کی رشحات عین الحیواۃ کے تکملے کے طور پر اور اس کتاب میں جن اکابر کے حالات درج ہیں ان کے بعد سے دیگر بزرگواران نقشبندیہ رحہ کے حالات اس دوسری کتاب نسمات القدس میں فراھم۱ کیے جائیں گے۔ اور دوسرے سلسلوں کے بزرگواروں

(بقیہ صفحہ ۲۸ سے)

اس کا مخطوط، مدینہ منورہ میں مکتبۂ عارف حکمت میں محفوظ ھے۔ زبدۃ المقامات کے شروع میں "سبب تالیف" کے آخر میں ذکر ھے کہ پہلے حصے میں انشاء اللہ سلسلۂ نقشبندیہ کے دیگر (اگلے) بزرگوں کے حالات جمع کروں گا۔ صفحہ ۱۲ میں اس پہلے حصہ کا نام نسمات القدس بھی مذکور ھے۔

۱- حضرت بدرالدین سرھندی رحہ نے حضرات کے پہلے حصے میں

(صفحہ ۳۰ پر دیکھیں)

کے حالات ایک اور کتاب صفحات الانوارمن مقامات الاخیار میں لکھے جائیں گے (حضرت جامی کے انداز میں)۔ نسمات القدس میں (ورق ۴۸۔ الف) میں مولانا حسین نسفی رحہ کے ذکر میں ھے کہ ان کی عمر آج کل جب کہ سنہ ۱۰۳۹ ھ ھے اسی سال سے تجاوز کر چکی ھے۔ اور ورق ۱۵۲ (الف) میں سنہ ۱۰۴۱ھ کا ذکر ھے کہ اس سال مولانا خواجگی قدس سرہ کے ایک مرید (عبدالعزیز رحہ) کی وفات ہوئی ھے۔

کابل میں حضرت ضیاءالمشائخ مولانا محمد ابراھیم صاحب فاروقی مجددی زید اللہ عمرہ و اقبالہ، (جو سنت مجددی کے مطابق فی الحال دشمن کی قید میں ھیں) کے کتب خانے میں خواجہ محمد ھاشم کشمی رحمتہ اللہ علیہ کی (۱) زبدۃ المقامات اور (۲) نسمات القدس کے علاوہ یہ کتابیں بھی تھیں:—

(۳) تاریخ الانبیاء (۴) طرق الاصول فی شریعۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (۵) در الاسرار فی تحیۃ سید الا برار صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے علاوہ خواجہ محمد ھاشم رحہ کے چار عریضے بھی تھے جو حضرت مجدد قدس سرہ کے نام لکھے گئے تھے۔ خدا جانے ان کتابوں اور تحریروں کا وجود اب ھے یا وہ سب نذر آتش ھوگئیں۔ اگر ان کے مطالعے کا موقع ملتا تو بہت ممکن ھے کہ حضرت خواجہ محمد ھاشم رحہ کی عمر کے کچھ اور سنین بھی معلوم ھوسکتے۔

خواجہ محمد ھاشم رحہ نے زبدۃ المقامات میں ایک جگہ (صفحہ ۱۷۹) یہ بھی ارادہ ظاھر کیا ھے کہ حضرت مجدد قدس سرہ کے

(بقیہ صفحہ ۲۹ سے)

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی مختصر سیرت لکھنے کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ تک تمام پیران سلسلۂ نقشبندیہ کے حالات لکھے ھیں۔

اجتہادات کلامیہ کو آپ کے مکتوبات اور رسائل میں سے نکال کر ایک رسالے میں جمع کروں گا۔ اس رسالے کا بھی اب کوئی علم نہیں ہے۔۱ البتہ آن کا فارسی دیوان انڈیا آفس لندن میں (مخطوطہ

۱- خود حضرت مجدد رحہ کے ایک دو رسالوں کا صحیح علم نہیں ہے۔ آپ کی تصانیف کے ذیل میں خواجہ محمد ہاشم رحہ نے رسالہ اثبات النبوہ کا ذکر نہیں کیا۔ البتہ رسالہ جذب و سلوک کا ذکر کیا ہے، اور شیخ بدرالدین رحہ نے رسالہ تہلیلیہ کا ذکر نہیں کیا اور رسالہ آداب المریدین کا ذکر کیا ہے۔ پھر "وغیر ذلک" لکھ دیا ہے۔ حضرت مجدد رحہ نے مکتوبات (۱-۲۵۷) میں اپنے طریقے سے متعلق ایک رسالے کا ذکر کیا ہے کہ وہ ابھی مسودے میں ہے اور ایک اور مکتوب (۱-۵) میں ایک رسالے کا ذکر ہے جس کی تعریف خواجہ باقی باللہ رحہ نے اپنے ایک مکتوب میں (حضرت القدس - حضرت سوم- درجہ ۱۳) فرمائی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ رسالہ مکاشفات عینیہ ہو، جس میں طریقۂ خواجگان رحہ اور خواجہ عبیداللہ احرار رحہ کے مقامات کا ذکر بھی ہے۔ میرا خیال تھا کہ یہ رسالہ خواجہ محمد ہاشم رحہ نے مرتب کیا ہوگا، لیکن مولانا ابوالحسن زید فاروقی مدظلہ نے اپنی کتاب "حضرت مجدد رحہ اور ان کے ناقدین" (صفحہ ۴۶) میں لکھا ہے کہ اسے خواجہ محمد معصوم رحہ نے مرتب فرمایا تھا۔

حضرت مجدد رحہ نے عوارف العارف (از حضرت شہاب الدین سہروردی رحہ) کی کچھ شرح عربی میں لکھی تھی۔ اور مکتوبات (۱-۲۵۷) سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اسم ظاہر اور اسم باطن کے کمالات تحریر فرمائے تھے۔ وہ صاحبزادے جمع کر رہے تھے۔

نبمر ۲۸۹۸) اور کاما پارسی لائبریری بمبئی میں (نمبر ۱۷ / ٦٧ فہرست ص ۲۴۵) محفوظ ہے۔ اس دیوان میں نعت میں ایک قصیدہ ہے۔ چار مثنویاں ہیں (ایک مثنوی حضرت مجدد رحمۃ کی منقبت میں اور ایک حکایت جذبۂ عشق میں ہے) ۔ ترجیع بند، ترکیب بند، قصائد، غزلیات، رباعیات، اور تاریخی قطعات وغیرہ اصناف سخن میں تقریباً چار ہزار اشعار ہیں۔ ایک نعتیہ قصیدہ اس طرح ہے :-

اگر پرسی ز قدش سرو باغ داستان آمد
ستون بارگاہ بادشاہ لا مکاں آمد

الف بود اوسر آغاز حرف ابجد ہستی
نشان وحدت پروردگار بے نشاں آمد

سحر زان نخل یثرب درد دل با باد میگفتم
سرشک خوں‌فشاں از چشم شاخ ارغواں‌آمد

اس قصیدے میں اکتالیس اشعار ہیں۔ ایک شش بند میں "محمد صلعم" ردیف ہے۔

غزلیات کے نمونے ملاحظہ ہوں :

ہست ناز دلبرم با جان مجنوں آشنا
تار جان من بود با تار قانون آشنا

گر نۂ بیگانۂ ہوش، آشنا شو با کسے
کز درون بیگانۂ خلق است و بیروں آشنا

کے شناسی مردمے چوں مردمان چشم من
تا نہ گردی از ہجوم گریہ با خوں آشنا

نگر صراحی مے را کہ از طریقۂ ما ست
کہ گاہ قہقہہ صد گریہ در گلو دارد

کجا ست سوزن مژگاں کجا ست تار سرشک
کہ پارہ پارہ دل من چو صد رفو دارد
لباس فاختگاں دانی از چہ اسپید است
کہ سر و باغ نشینی بطرف جو دارد

حضرت مجدد قدس سرہ کی شان میں جو مثنوی ہے وہ اس طرح شروع ہوتی ہے:-

ذ بابے را تمنائے شکر شد
بدیں سودا سوئے ہر بام و در شد
رسید از بعد حسرتہائے جانکاہ
بہ دکانے شکر ریزے بنا گاہ
بہ پیرا مون دکاں لحظہٗ خا ست
کز آشوب سفر سازد نفس راست ۱

مولانا اختر محمد خاں نے جواہر ہاشمیہ (صفحہ ۳۱ ح) میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ:-

"برہان پور سے ۶، ۷ میل کے فاصلے پر بجانب مشرق ایک جگہ محل گڑاڑا کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں ایک ندی ہے جس کے دونوں جانب یعنی مشرقی اور مغربی کناروں پر شاہی زمانے کے کچھ محل بنے ہوئے ہیں۔ ان محلات سے ندی کی جو آبشار شمالی رو یہ بلندی سے گرتی ہے اس کا نظارہ نہایت دلفریب اور

۱- یہ مثنوی حضرات القدس میں بھی ہے۔ اس میں خواجہ محمد ہاشم رحہ کی ایک رباعی کا ذکر بھی ہے کہ حضرت مجدد رحہ نے کس طرح اصلاح فرمائی تھی۔

جا ذب توجہ ہے۔ لوگ سیر و تفریح کے لیے وہاں جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد ہاشم رحہ بھی سیر و شکار کرتے ہوئے احباب اور مریدین کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے تھے۔ آبشار کو دیکھ کر آپ کے دل پر پیر و مرشد رحہ کے سنگ فرقت کی چوٹ لگی اور بے اختیار یہ قطعہ آپ کی خاطر دریا مقاطر سے نکلا جو آج تک (وہاں کی) کتب تاریخ میں محفوظ اور آپ کے عشق صادق بجناب مرشد رحہ پر گواہِ عادل ہے (وہ قطعہ یہ ہے :)

اے آبشار نوحہ گر از بہر چیستی — چیں بر جبین فگندہ ز اندوہ کیستی؟
آخر چہ درد بود کہ چوں من تمام شب — سررا بہ سنگ می زدی و می گریستی

زبدۃالمقامات کے آخر میں تین تین رباعیاں حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد قدس سرہما کی مدح میں ہیں۔ ان میں رعایت لفظی و معنوی کی بھی زینت ہے۔ خواجہ باقی باللہ کی مدح میں لکھتے ہیں :-
قطبی کہ رازش انفسے آفاقی است — نیم نظرش ہزار دل را ساقی است
باقی مدیحش بہ نگریم این بس — کاں جملہ چونام خویش باحق باقی است
اور حضرت مجدد رحہ کی شان میں یوں رقم طراز ہیں :-

احمد کہ بود عیسی دلہاے سقیم — از ساقی باقی ستد این راح قدیم
زاں ساقی او سال چہل رفت کہ بود — برزخ بمیان احد و احمد میم

حضرت خواجہ محمد ہاشم رحہ ایک قادرالکلام اور باکمال شاعر تھے اور زبدۃالمقامات اور نسمات القدس دونوں میں خود ان کے اشعار بکثرت پائے جاتے ہیں اور ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا انداز کس قدر عالمانہ، ادیبانہ اور شاعرانہ ہے۔ نثر میں زبدۃالمقامات ان کا شاہکار ہے اور اس میں جگہ جگہ لفظی اور معنوی محاسن پائے

جاتے ھیں۔ اس کی پہلی ھی سطر میں براعۃ الاستہلال کی صنعت ھے یعنی اس میں حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی قدس سر ھما کے حالات ھیں اس لیے ان دونوں مبارک ناموں کی طرف اس طرح اشارہ ھے :۔

الحمدللہ الباقی بالبقاء الابدی والدوام السرمدی و اصلی علی النور الاتم الاحمدی اعنی حضرۃ المحمدی و علی آلہ و اصحابہ ...
اس طرح کی رعایتیں نسمات القدس میں بھی ھیں اور دونوں کتابوں میں قرآن و حدیث کی تلمیحات، علمی اور ادبی مصطلحات، محاورات اور اشعار کے اندراجات بکثرت ھیں۔ مسجع اور مقفیٰ عبارتیں بھی ھیں لیکن ان میں ھر شخص کے لیے انجذاب و دلکشی موجود ھے۔ زبدۃالمقامات میں یہ بھی خوبی ھے کہ مرشدین میں سے جن بزرگواروں کا ذکر کیا ھے ان کی اور ان سے متعلق تحریروں کے نمونے بھی دیے ھیں۔ اور بعض اقتباسات تو ایسے ھیں کہ کسی دوسری کتابوں میں موجود نہیں۔ اس کتاب کی مزید اھمیت یہ ھے کہ اس میں حضرت مجدد قدس سرہ کے چھوٹے چھوٹے رقعے بھی شامل ھیں جو آپ رحمہ نے مختلف مواقع پر تحریر فرمائے تھے اور جو مکتوبات شریفہ میں کہیں بھی پائے نہیں جاتے اور جو صرف خواجہ محمد ھاشم رحمہ ھی جمع کرسکتے تھے کیوں کہ سفر حضر میں آپ رحمہ کے ساتھ وھی زیادہ رھتے تھے۔

خواجہ محمد ھاشم رحمہ کو تاریخ گوئی میں بھی کمال حاصل تھا۔ حضرت مجدد قدس سرہ کے وصال پر آپ نے ۶۳ تاریخی فقرے لکھے تھے۔ حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد صادق رحمہ اور دوسرے بزرگوں کے انتقال پر، نیز بہت سے مواقع پر آپ نے تاریخیں کہی

ھیں۔ برھان پور کے محلے کاریز بازار کا حوض (بحکم شاھی) تیار ھوا تو آپ نے یہ قطعہ تاریخ لکھا :

از حکم شہ جہان خورشید ظہور — در شارستان اعظم برھان پور
بنہاد بنا خان جہان حوض بزرگ — شد سال بناش "حوض اکبر" مسطور

۱۰۳۷ھ

برھان پور کے مشہور بزرگ حضرت شیخ محمد ابن فضل اللہ رحمہ کے انتقال پر (یکم رمضان المبارک ۱۰۲۹ھ) آپ نے "ابن فضل اللہ"

۱۰۲۹ھ

سے تاریخ نکالی تھی۔ ... شیخ عیسیٰ جنداللہ رحمہ (۱۴ شوال ۱۰۳۱ھ)، سید میرک شاہ "ھو سیدالشیوخ"، شیخ علم اللہ محدث ۱۰۲۴ھ

۱۰۳۲ھ

مولانا دانشمند بدخشانی رحمہ (۱۰۳۰ھ)، مولانا عصمت اللہ لاھوری رحمہ (۱۰۳۶ھ)، مولانا طاھر لاھوری رحمہ (۱۰۴۰ھ)، عبدالرحیم خان خاناں (۱۰۳۶ھ) شاھجہان کی تخت نشینی (زینت شرع ۱۰۳۷ھ) اور خواجہ حسام الدین رحمہ وغیرہ کی تاریخیں آپ کے دیوان میں موجود ھیں۔ خواجہ حسام الدین رحمہ کی تاریخ یہ ھے :-

پاک دل خواجہ حسام الدیں را — ھادیٔ قافلۂ ایں رہ گوی
ھم بہ اطوار و جود اوثق داں — ھم بہ اسوار شہود آگہ گوی
نافع خلق بُد او، سال وفات — ولی نافع خلق اللہ گوی

(۱۰۴۳ھ)

یعنی ۱۰۴۳ھ تک خواجہ محمد ھاشم رحمہ یقیناً زندہ تھے۔ اس کے بعد معلوم نہیں کب تک حیات تھے۔ آپ کی دیگر تصانیف اب ناپید معلوم ھوتی ھیں۔ اگر کہیں دستیاب ھوسکیں تو شاید مزید سنین حیات کا پتا چل سکے۔

مولانا اختر محمد خاں نے جواہر ہاشمیہ (صفحہ ۴۴-۵۳) میں خواجہ محمد ہاشم رحہ کی اولاد ، خلفاء اور دوسرے واقعات کے متعلق جو کچھہ لکھا ھے اس کا خلاصہ یہ ھے :-

آپ کے ایک صاحبزادے خواجہ محمد کاظم (عرف محمد قاسم) تھے۔ ایک صاحبزادی صفیہ خاتون تھیں جو ۱۷ سال کی عمر میں فوت ہوگئی تھیں۔ ایک دستاویز میں صاحبزادے کی یہ تحریر تھی : ''العبد فقیر محمد قاسم بن خواجہ محمد ہاشم مرحوم بتاریخ ۱۷ ذی قعد سنہ ۱۰۶۹ھ''۔ خواجہ محمد ہاشم رحہ صرف تین دن کی علالت کے بعد ۱۱ رجب سنہ ۱۰۴۵ھ کو فوت ۱ ہوئے اور شہر برہان پور کے مغربی دروازے سے ایک دو فرلانگ کے فاصلے پر پہاڑی ندی پانڈارول کے مغربی کنارے پر آپ کو دفن کیا گیا۔ سید میر برہان پوری نے بتایا کہ جب وہ چودہ سال کے تھے ۲ تو خواجہ محمد ہاشم رحہ کے جسد مبارک کی دوسری جگہ منتقلی کو انہوں نے خود دیکھا تھا۔ واقعہ یہ ہوا کہ جب پانڈارول ندی کا بہاؤ آپ کے مزار کی طرف ہونے لگا تو آپ نے شیخ محمد طاہر (جمعدار) کو

---

۱ - مولانا بدرالدین سرھندی رحہ نے حضرات القدس (۲) میں خواجہ محمد ہاشم رحہ کے حالات اور کرامات وغیرہ لکھی ہیں۔ انتقال کا ذکر بھی کیا ھے۔ لیکن سال وفات کی جگہ خالی چھوڑدی ھے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحہ نے خواجہ محمد ہاشم رحہ کے انتقال پر ان کے صاحبزادے محمد کاظم رحہ کو تعزیت لکھی ھے (مکتوبات معصومیہ ۱/۲۳۴)۔ لیکن اس سے بھی سال وفات ظاہر نہیں ہوتا۔

۲ - غالباً سنہ ۱۲۷۲ھ میں۔

خواب میں فرمایا کہ میرے جسد کو دوسری جگہ (حالیہ مقام پر) دفن کردیا جائے۔ شیخ محمد طاہر نے یہ خواجہ مولانا سید عبیداللہ کو سنایا۔ انہیں یقین نہ آیا تو پھر ان کو بھی اسی طرح کا خواب نظر آیا۔ پھر مولانا نے ایک دن مقرر کیا کہ قبر کو کھولا جائے۔ قبر میں وہ اور ان کے والد کے شاگرد حافظ محمد انور خان داخل ہوئے تو خواجہ محمد ہاشم رحمہ کا جسد اطہر اور کفن بھی بالکل تازہ اور معطر پایا اور ایک کاغذ بھی پڑا پایا جس میں شجرۂ طریقت درج تھا۔ پھر آپ کو اسی ندی کے کنارے اونچی جگہ پر (سبھاش اسکول کے قریب) دفن کیا گیا۔ ہزاروں لوگ جمع تھے۔ موجودہ مقام پر مسجد کی طرف آپ کے صاحبزادے خواجہ محمد کاظم رحمہ (عرف محمد قاسم رحمہ) اور ان کی بہن صفیہ خاتون رحمہ کی قبریں ہیں اور آپ کے بائیں (مشرق کی طرف) آپ کے خلیفہ سید عبداللطیف حصاری رحمہ اور ان کے بھائی سید عبدالرحیم رحمہ کی قبریں ہیں۔ آپ کے مزار سے چند گز کے فاصلے پر مشرق کی جانب ایک مسجد سنہ ۱۲۷۴ھ میں تعمیر ہوئی تھی جو اب بھی شکستہ حالت میں موجود ہے۔

کتابیات اور تعلیقات

۱۔ امام ربانی (مجدد الف ثانی) قدس سرہ :
(الف) مکاشفات عینیہ - کراچی سنہ ۱۹۶۵ء۔
(ب) مکتوبات (دفتر اول تا سوم)، کراچی سنہ ۱۹۷۳ء۔

۲۔ اختر محمد خان (مولانا): جواہر شمسیہ، حیدرآباد (دکن)، سنہ ۱۹۳۸ء۔

۳۔ بدرالدین سرهندی رحہ: حضرات القدس (حصہ اول)، سیالکوٹ، سنہ ۱۹۸۱ء، حضرات القدس (حصہ دوم)، سیالکوٹ، سنہ ۱۹۸۱ء۔

۴۔ زید ابوالحسن فاروقی مد ظلہ (مولانا): حضرت مجدد رحہ اور ان کے ناقدین، دھلی، سنہ ۱۹۷۷ء۔

مولانا زید ابوالحسن صاحب نے مقامات معصومیہ (از مولانا صفر احمد رحہ) کے حوالے سے لکھا ھے کہ مکاشفات عینیہ کے جامع حضرت خواجہ محمد معصوم رحہ ھیں۔ لیکن مقامات معصومیہ کی ترتیب مکاشفات عینیہ کے ۸۳ سال بعد ھوئی۔ یہ مدت بہت طویل ھے اور بھول بھی ھوسکتی ھے۔ مکاشفات عینیہ کے جامع نے حضرت مجدد رحہ کو "امامنا و قبلتنا" کہا ھے اور خود کو "یکے از فدویان درگاہ" کہا ھے۔ ایسے الفاظ حضرت خواجہ محمد معصوم رحہ کی کسی تحریر میں نہیں ملتے۔ بلکہ یہ انداز حضرت مجدد رحہ کے خلفاء کے یہاں ضرور ھے۔ مثلاً بدرالدین سرهندی رحہ نے حضرات القدس (حضرت دوم کے بالکل شروع میں) حضرت مجدد رحہ کو "شیخنا و امامنا و قبلتنا"

کہا ہے۔ خواجہ محمد صدیق بدخشی رحہ نے بھی مبدا و معاد کے شروع میں "شیخنا و امامنا" کہا ہے اور حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی رحہ نے بھی زبدۃ المقامات میں (فصل نہم کے آخر میں) کہا ہے: "یاایہاالانام لقد سافرالامام" پھر مکاشفات عینیہ میں مختلف خلفاء سے متعلق جو اجازت نامے درج ہیں ان میں سب سے آخر والا اجازت نامہ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی رحہ سے متعلق ہے۔ اگر اس کتاب کے جامع حضرت خواجہ محمد معصوم رحہ ہوتے تو وہ حضرت مجدد رحہ کے "یار ثالث" (یعنی محمد ہاشم کشمی رحہ) سے متعلق اجازت نامہ بالکل آخر میں درج نہ فرماتے۔ ایسا کام تو خود خواجہ محمد ہاشم رحہ ہی (انکسار کی وجہ سے) کر سکتے تھے۔ چنانچہ ظن غالب ہے کہ مکاشفات عینیہ کے جامع خواجہ محمدہاشم کشمی رحہ ہی ہیں۔

۵۔ سراج احمد خان (ڈاکٹر): "مکتوبات امام ربانی رحہ کی دینی اور معاشرتی اہمیت" کراچی، سنہ ۱۹۷۵ء۔

۶۔ شہاب‌الدین سہروردی رحہ: عوارف المعارف۔

۷۔ محمد صدیق بدخشی رحہ المتخلص ہدایت۔ مبدا و معاد کے آخر میں آپ کی دو رباعیاں ہیں:

ایں نسخہ کہ مبدا و معاد است بنام — ز انفاس نفیس حضرت فخر کرام

چوں کرد ہدایت اقتباس ازسر صدق — در سال ہزار و نو زدہ گشت تمام

دوسری رباعی اس طرح ہے:

صدیق ہدایت کہ شدش چرخ بکام

مانا کہ ز صدق شد ہدایت فرجام

زیں خود چہ عجب ولیک تحقیق این است

کز جوش شراب احمدی یافتہ جام

دراصل دونوں رباعیوں کے دوسرے شعر میں امتداد زمانہ کی وجہ سے تحریف ہوگئی ہے۔ پہلی رباعی کا دوسرا شعر اس طرح ہوگا:

چوں کرد ہدایت انعقاد ازسرصدق — درسال ہزار نوزدہ گشت تمام

۹۲۹   ۹۰ +

دوسری رباعی کا دوسرا شعر اس طرح ہوگا:

این خود چہ عجب ولیک تحقیق این است

"ہم نوش از شراب احمدی" یافتہ جام

۵   ۷   ۹   +۴۴ = ۱۰۱۹ھ

۸— محمد معصوم (خواجہ) سرہندی قدس سرہ: مکتوبات معصومیہ (دفتر اول تا سوم)، کراچی، سنہ ۱۹۷۶ء۔

۹— محمد ہاشم کشمی رحمہ:

(الف) زبدۃ المقامات (فارسی)، نول کشور، سنہ ۱۸۹۰ء۔

" (اردو)، سیالکوٹ، سنہ ۱۹۸۷ء۔

(ب) نسمات القدس (خطی)، مکتبہ عارف حکمت، مدینہ منورہ۔